یہ نہ پوچھو غمِ حسین ہے کیا

یہ نہ پوچھو غمِ حسین ہے کیا / اِس سے ہی ہے وجود عالم کا
دل سے جس نے لگایا اِس غم کو / اُس کو دنیا کا کوئی غم نہ مِلا
شورِ ماتم تھا عرش اعظم پر / روزِ عاشور روزِ محشر تھا
آنسوؤں کا اُٹھیگا اِک طوفان / جب بھی عاشور کا بیاں ہوگا
پتھروں سے بھی خوں نکلتا تھا / کربلا میں ستم کچھ ایسا ہوا
جس کے غم میں ہیں گریاں جنّ و ملک / اُس سے بڑھ کر بھی کوئی غم ہوگا
دوشِ احمد پر جو سوار ہوا / گھوڑے سے وہ حسین رن میں گِرا
جس کو کہتے ہیں ناطِق قرآں / سینے پہ اُسکے شمر بیٹھا تھا
آسماں رویا اور زمیں روئی / سجدے میں شہ کا جب گلا کاٹا
جس کی پوشاک آئی جنت سے / کربلا میں اُسے کفن نہ مِلا
اُس کے سر کو چڑھایا نیزے پر / جس نے اسلام کو بلند کیا
انبیا کربلا میں روئے ہیں / دل میں سب کے حسین کا غم تھا

بندگی کی دعا حسین نے جو غازیوں کو آقا نے سکھایا

ایسا ہم بھی یہاں کریں ماتم مرحبا کہہ دے خود رسولِ خدا

مرحبا کہہ دے خود مولی سیفِ ہدی

جان اِس غم میں اَدنی دے کے کھے

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

✱✱✱✱✱